فقہ المعاملات

جعلی سرٹیفیکٹ، جعلی اسناد یعنی جھوٹی شہادتوں کی شرعی حیثیت

مولانا ابوعمران عثمانی

رکن صدیقی ٹرسٹ لسبیلہ چوک کراچی

جھوٹے میڈیکل سرٹیفکٹ کا شرعی حکم:

افسوس کہ اب اس جھوٹ میں ہم عام طور پر مبتلا ہیں۔ یہاں تک کہ جو لوگ حرام وحلال اور جائز و ناجائز اور شریعت پر چلنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ان میں بھی یہ بات نظر آتی ہے کہ انہوں نے بھی جھوٹ کی بہت سی قسموں کو جھوٹ سے خارج سمجھ کر رکھا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ گویا یہ جھوٹ ہی ہے۔ حالانکہ جھوٹا کام کر رہے ہیں۔غلط بیانی کر رہے ہیں اور اس میں دوہرا جرم ہے ایک جھوٹ بولنے کا جرم اور دوسرے اس گناہ کو گناہ نہ سمجھنے کا جرم چنانچہ ایک صاحب جو بڑے نیک تھے، نماز روزے کے پابند بزرگوں سے تعلق رکھنے والے پاکستان سے باہر قیام تھا ایک مرتبہ جب پاکستان تشریف لائے تو میرے پاس بھی ملاقات کے لئے آگئے، میں نے ان سے پوچھا آپ واپس تشریف کب لے جا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ابھی آٹھ دس روز اور ٹھہروں گا، میری چھٹیاں تو ختم ہوگئی ہیں البتہ کل ہی میں نے مزید چھٹی لینے کے لئے میڈیکل سرٹیفکٹ بھیجوایا ہے۔

کیا دین نماز روزے کا نام ہے؟

انہوں نے میڈیکل سرٹیفکٹ بجھوانے کا ذکر ایسے انداز میں کیا کہ کوئی پریشانی کی بات ہی نہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میڈیکل سرٹیفکٹ؟ انہوں نے جواب دیا کہ مزید چھٹی لینے کے لئے بیج دیا ہے۔ ویسے اگر چھٹی لیتا تو نہ ملتی اس کہ ذریعے چھٹی مل جائے گی۔ میں نے پھر سوال کیا کہ آپ نے اس میڈیکل سرٹیفکٹ میں کیا لکھا تھا؟ انہوں جواب دیا کہ اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ اتنے بیمار ہیں کہ سفر کے لائق نہیں میں نے کہا کہ کیا دین صرف نماز روزے کا نام ہے؟ ذکر و شغل کا نام ہے؟ آپ کا بزرگوں سے تعلق ہے پھر یہ میڈیکل سرٹیفکٹ کیسا جا رہا ہے؟ چونکہ نیک آدمی تھے اس لئے انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں نے آج پہلی مرتبہ آپ کے منہ سے یہ بات سنی کہ یہ بھی کوئی غلط کام ہے میں نے کہا کہ جھوٹ بھولنا اور کس کو کہتے ہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ مزید چھٹی کس طرح لے میں نے کہا کہ جتنا چھٹی کا استحقاق ہے اتنی چھٹی لو مزید چھٹی لینی ضروری ہو بغیر تنخواہ کے لو لیکن یہ جھوٹا سرٹیفکٹ بھیجنے کا جواز تو پیدا نہیں ہوتا۔ آج لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ غلط اور جھوٹا میڈیکل سرٹیفیکٹ بنوانا جھوٹ میں داخل نہیں ہے اور دین صرف ذکر و شغل کا نام رکھ دیا ہے باقی زندگی کی میدان میں جا کر جھوٹ بھول رہا ہو تو اس کا کوئی خیال نہیں۔

جھوٹی سفارش:

ایک اچھے خاصے پڑھے لکھے نیک اور سمجھدار بزرگ میرے پاس سفارشی خط لے کر آیا، اس وقت میں جدہ میں تھا، اس خط میں لکھا تھا کہ یہ صاحب جو آپ کے پاس آرہے ہیں یہ انڈیا کا باشندہ ہیں، اب یہ پاکستان جانا چاہتے ہیں لہذا آپ پاکستانی سفارت خانے سے ان کے لئے سفارش کر دیں کہ ان کو ایک پاکستانی پاسپورٹ جاری کر دیا جائے اس بنیاد پر کہ یہ پاکستانی باشندے ہیں اور ان کا پاسپورٹ یہاں سعودی عرب میں گم ہو گیا ہے اور خود انہوں نے پاکستان سفارت خانے میں درخواست دے رکھی تھی کہ ان کا پاسپورٹ گم ہو گیا ہے۔ لہذا آپ ان کی سفارش کر دیں۔

اب آپ خود سوچیئے وہاں عمرے ہو رہے ہیں حج بھی ہو رہے ہے، طواف اور سعی بھی ہو رہی ہے اور ساتھ میں یہ جھوٹ اور فریب بھی ہو رہا ہے، گویا کہ یہ دین کا حصہ ہی نہیں ہے، اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، شاید لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جب قصد اور ارادہ کر کے با قاعدہ جھوٹ کو جھوٹ سمجھ کر بولا جائے تب جھوٹ ہوتا ہے، لیکن ڈاکٹر سے جھوٹا سٹیفکیٹ بنوالینا، جھوٹی سفارش لکھوالی، یا جھوٹے مقدمات دائر کر دیئے یہ کوئی جھوٹ نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (حوالہ)

یعنی زبان سے جو لفظ نکل رہا ہے وہ تمھارے نامہ اعمال میں ریکارڈ ہو رہا ہے۔ (سورۃ ق ۳)

بچوں کے ساتھ جھوٹ نہ بول:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے ایک خاتون نے ایک بچے کو بلا کر گود میں لینا چاہا لیکن وہ بچہ قریب نہیں آرہا تھا ان خاتون نے بچے کو بہلانے کے لئے کہا کہ بیٹا یہاں آؤ ہم تمھیں چیزیں دیں گے آنحضرتؐ نے اس کی بات سن لی اور آپ نے خاتون سے پوچھا کہ تمہارا واقعی کوئی چیز دینے کا ارادہ ہے یا ویسے ہی اس کو بلانے بہلانے کے لئے کہہ رہی ہو؟ اس خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہؐ واقعی میرا کھجور دینے کا ارادہ ہے جب وہ میرے پاس آئے گا تو اس کو کھجور دوں گا، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تمھارا کھجور دینے کا ارادہ نہ ہوتا بلکہ محض بہلانے کے لئے کہتی کہ میں تمھیں کھجور دوں گی تو تمھارے عمل میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

اس حدیث سے یہ سبق ملا کہ بچے کے ساتھ بھی جھوٹ نہ بولو اور اس کے ساتھ بھی وعدہ خلافی نہ کرو، ورنہ شروع ہی سے جھوٹ کی برائی اس کے دل سے نکل جائے گی۔

مذاق میں جھوٹ بولنا:

ہم لوگ محض مذاق اور تفریح کے لئے زبان سے جھوٹی باتیں نکال دیتے ہیں، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے مذاق میں بھی جھوٹی باتیں زبان سے نکالنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا افسوس ہے اس شخص پر یا سخت الفاظ میں اس کا صحیح ترجمہ یہ کر سکتے ہیں۔ اس شخص کے لئے دردناک عذاب ہے جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔

حضور ﷺ کا مذاق:

خوش طبعی کی باتیں اور مذاق حضور اقدس ﷺ نے بھی کیا لیکن کوئی ایسا مذاق نہیں کیا جس میں بات غلط، یا واقعہ کے خلاف ہو، آپ نے کیسا مذاق کیا؟ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بڑھیا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے دعا کردیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنّت میں پہنچا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی بڑھیا جنّت میں نہیں جائے گی، اب وہ بڑھیا رونے لگی کہ یہ تو بڑی خطرناک بات ہوگئی کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی پھر آپؐ نے وضاحت کرکے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بوڑھی نہ ہو، بلکہ وہ جوان ہوکر جائے گی تو آپؐ نے ایسا لطیف مذاق فرمایا کہ اس میں کوئی بات حقیقت کے خلاف اور جھوٹی نہیں تھی۔ (شمائل ترمذی)

مذاق کا ایک انوکھا انداز:

ایک دیہاتی آپؐ کے پاس آیا عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے ایک اونٹنی کا بچّہ دے دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم تمہیں ایک اونٹنی کا بچّہ دیں گے۔ اس نے کہا یا رسول اللہؐ میں بچے کو لے کر کیا کروں گا۔ مجھے تو سواری کے لئے چاہیئے آپ نے فرمایا کہ ''تمھیں جو بھی اونٹ دیا جائے گا وہ کسی اونٹنی کا بچہ ہی ہوگا'' یہ آپ نے اس سے مذاق فرمایا اور ایسا مذاق جس میں خلافِ حقیقت اور غلط بات نہیں کہی تو مذاق میں بھی زبان کو سنبھال کر استعمال کریں اور زبان سے کوئی لفظ نہ نکل جائے آج کل ہمارے یہاں بہت سے جھوٹ پھیل گئے ہیں اور خوش گپیوں میں بھی ہم ان کو بطور مذاق بیان کردیتے ہیں۔ یہ سب جھوٹ میں داخل ہے۔

جھوٹا کیریکٹر سرٹیفکٹ:

آج کل اس کا عام رواج ہوگیا ہے اچھے خاصے دیندار اور پڑھے لکھے لوگ بھی اس میں مبتلا ہیں کہ جھوٹی سرٹیفکٹ حاصل کرتے ہیں یا دوسرے کو جھوٹے سرٹیفکٹ جاری کرتے ہیں، مثلاً اگر کسی کو کریکٹر سرٹیفکٹ کی ضرورت پیش آگئی اب وہ کسی کے پاس گیا اور اس سے کریکٹر سرٹیفکٹ حاصل کرلیا جاری کرنے والے نے اس میں یہ لکھا تھا کہ میں اس کو پانچ سال سے جانتا ہوں یہ بڑے اچھے آدمی ہیں ان کا اخلاق وکردار بہت اچھا ہے کسی کے ذہن میں یہی بات نہیں آئی کہ ہم یہ ناجائز کام کررہے ہیں بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نیک کام کررہے اس لئے کہ یہ ضرورت مند تھا۔ ہم نے اس کی ضرورت پوری کردی اس کا کام کردیا، یہ تو باعث ثواب کا کام ہے، حالانکہ اگر آپ اس کے کیریکٹر سے واقف نہیں ہیں تو آپ کے لئے ایسا کام کرنا ناجائز ہے، چہ جائیکہ وہ سمجھے کہ میں ایک ثواب کا کام کررہا ہوں۔ اور کسی ایسے شخص سے کیریکٹر سرٹیفکٹ حاصل کرنا جو آپ کو نہیں جانتا ہو یہ بھی ناجائز ہے گویا کہ سرٹیفکٹ لینے والا بھی گناہ گار ہوگا اور دینے والا بھی۔

کیریکٹر معلوم کرنے کے دو طریقے:

حضرت فاروق اعظمؓ کے سامنے ایک شخص نے کسی تیسرے شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت! وہ بڑا اچھا آدمی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ فلاں شخص بڑے اچھے اخلاق اور کردار کا آدمی ہے، اچھا یہ بتاؤ کبھی تمھارا اس کے ساتھ لین دین کا معاملہ پیش

آیا؟اس نے جواب دیا کہ نہیں، لین دین کا معاملہ تو کبھی بھی پیش نہیں آیا، پھر آپ نے یہ پوچھا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تم نے کبھی اس کے ساتھ سفر کیا؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر تمھیں کیا معلوم کہ وہ اخلاق وکردار کے اعتبار سے کیسا آدمی ہے اس لئے کہ اخلاق وکردار کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان کسی کے ساتھ لین دین کرے اور اس میں وہ کھرا ثابت ہو، تب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کردار اچھا ہے اور اس کے اخلاق معلوم کرنے کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ سفر کرے اس لئے کہ سفر میں انسان اچھی طرح کھل کر سامنے آجاتا ہے اس کے اخلاق، اس کا کردار، اس کے حالات، اس کے جذبات، اس کے خیالات، یہ ساری چیزیں سفر میں ظاہر ہو جاتی ہیں، لہذا اگر تم نے اس کے ساتھ کوئی لین دین کا معاملہ کیا ہوتا یا اس کے ساتھ سفر کیا ہوتا تب تو بے شک یہ کہنا درست ہوتا کہ وہ اچھا آدمی ہے، لیکن! جب تم نے اس کے ساتھ نہ تو معاملہ کیا، نہ اس کے ساتھ سفر کیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کو نہیں جانتے تو پھر خاموش رہو، نہ بُرا کہو اور نہ اچھا کہو اور کوئی شخص اس کے بارے میں پوچھے تو اس حد تک بتا دو جتنا تمہیں معلوم ہے، مثلاً یہ کہ دو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے تو میں نے دیکھا ہے باقی آگے کے حالات مجھے نہیں معلوم۔

سرٹیفکٹ دینا گواہی ہے:

قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''مگر جس نے گواہی دی سچّی اور ان کو خبر تھی'' (سورۃ زخرف)

یہ سرٹیفکٹ اور تصدیق نامہ شرعاً ایک گواہی ہے اور جو شخص اس سرٹیفکٹ پر دستخط کر رہا ہے وہ حقیقت میں گواہی دے رہا ہے اور اس آیت کی رو سے گواہی دینا اس وقت جائز ہے جب آدمی کو اس بات کا علم ہو اور یقین سے جانتا ہو کہ یہ حقیقت میں ایسا ہے تب انسان گواہی دے سکتا ہے اب ہوتا یہ ہے کہ آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں لیکن آپ نے کریکٹر سرٹیفکٹ جاری کر دیا تو یہ جھوٹی گواہی کا گناہ ہوا اور جھوٹی گواہی اتنی بُری چیز ہے کہ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ میں تم کو بتاؤں کہ بڑے بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اس وقت تک آپؐ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی گواہی دینا، اور اس جملے کو تین مرتبہ دھرایا۔ (صحیح مسلم)

اب اس سے اس کی برائی کا اندازہ لگائیں ایک طرف تو آپؐ نے اس کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا، دوسرے یہ کہ تین مرتبہ ان الفاظ کو اس طرح کہ پہلے آپؐ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر اس کے بیان کے وقت سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور خود قرآن کریم نے بھی اس کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ الحج میں ارشاد ہے کہ ترجمہ ''تم بت پرستی کے گندگی سے بھی بچو، اور جھوٹی بات سے بھی''

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی کتنی خطرناک چیز ہے۔

جھوٹا سرٹیفکٹ جاری کرنے والا گناہ گار ہوگا:

جھوٹی گواہی دینا جھوٹ بولنے سے بھی زیادہ بری اور خطرناک ہے اس لئے اس میں کئی گناہ مل جاتے ہیں، مثلاً ایک جھوٹ بولنے کا گناہ اور دوسرا شخص کو گمراہ کرنے کا گناہ اس لئے کہ جب آپ نے غلط سرٹیفکٹ جاری کر کے جھوٹی گواہی دی اور وہ جھوٹا سرٹیفکٹ جب کسی شخص کے پاس پہنچا تو وہ یہ سمجھے گا کہ یہ اچھا ہے اور اچھا سمجھ کر اس سے کوئی معاملہ کرے گا اور اگر اس معاملہ کے نتیجے میں اس کو کوئی نقصان پہنچے گا تو اس نقصان کی ذمہ داری بھی جھوٹی گواہی دینے والے پر ہوگی یا کسی نے عدالت میں جھوٹی گواہی دینے والے کی گردن پر ہوگا اس لئے یہ جھوٹی گواہی کا گناہ معمولی گناہ نہیں ہے یہ بڑا سخت گناہ ہے۔

عدالت میں جھوٹ:

آج کل جھوٹ کا ایسا بازار گرم ہوا کہ کوئی شخص دوسری جگہ جھوٹ بولے نہ بولے لیکن عدالت میں ضرور جھوٹ بولے گا بعض لوگوں کو یہاں تک کہتے ہوئے سُنا ''میا! سچّی سچّی بات کہہ دو، کوئی عدالت میں تھوڑی کھڑے ہو۔''
مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بولنے کی جگہ تو عدالت ہے وہاں پر جا کر جھوٹ بولنا یہاں آپس میں جب بات چیت ہو رہی ہے تو سچّی سچّی بات بتا دو، حالانکہ عدالت میں جا کر جھوٹی گواہی دینے کو حضور اقدس ﷺ نے شرک کے برابر قرار دیا ہے اور کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔

مدرسہ کی تصدیق گواہی ہے:

لہذا جتنے سرٹیفکٹ معلوم بغیر جاری کیے جا رہے ہیں اور جاری کرنے والا یہ جانتے ہوئے جاری کر رہا ہے کہ میں یہ غلط سرٹیفکٹ جاری کر رہا ہوں مثلاً کسی کو بیماری ہونے کا سرٹیفکٹ دے دیا کو پاس ہونے کا سرٹیفکٹ دیا یا کسی کو کیریکٹر سرٹیفکٹ دے دیا یہ کسی سبب جھوٹ گواہی میں داخل ہے مدارس والوں کے پاس بہت سے لوگ اپنے مدرسوں کی تصدیق کرانے کے لئے آتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق کرنی ہوتی ہے کہ یہ مدرسہ قائم ہے۔ اس میں اتنی تعلیم ہوتی ہے اور اس کی تصدیق کا مقصد یہ ہوتی ہے تا کہ لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ واقعتاً یہ مدرسہ قائم ہے اور امداد کا مستحق ہے اور اب ان مدرسوں کو کی تصدیق لکھنے کو دل بھی چاہتا ہے۔ لیکن ہم نے اپنے اکابر علماء کرام کو دیکھا کہ جب کبھی ان کے پاس کوئی شخص مدرسہ کی تصدیق لکھوانے کے لئے آتا تھا تو وہ یہ عذر فرماتے ہوئے کہتے یہ ایک گواہی ہے اور جب تک یہ ہمیں مدرسے کے حالات کا علم نہ ہو اس وقت تک یہ تصدیق نامہ جاری نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ جھوٹی گواہی ہو جائے گی البتہ اگر کسی مدرسے کے بارے میں علم ہوتا تو جتنا علم ہوتا اتنا لکھ دیتے۔

کتاب کی تقریظ لکھنا گواہی ہے:

بہت سے لوگ کتابوں پر تقریظ لکھوانے آجاتے ہیں کہ ہم نے یہ کتاب لکھی ہے آپ اس پر تقریظ لکھ دیجئے کہ یہ اچھی کتاب ہے اور صحیح

کتاب ہے حالانکہ جب تک انسان اس کو نہ پڑھے اس کا پورا مطالعہ نہ کرے اس وقت یہ کیسے گواہی دے دے کہ یہ کتاب صحیح ہے یا غلط بہت سے لوگ اس خیال سے تقریظ لکھ دیتے ہیں کہ اس تقریظ سے اس کا فائدہ اور بھلا ہو جائے گا۔ حالانکہ تقریظ لکھنا ایک گواہی ہے اور گواہی میں غلط بیانی کو لوگوں نے خارج کر دیا ہے چنانچہ لوگ کہتے ہیں صاحب ہم تو ایک ذرا سا کام لے کر ان کے پاس گئے تھے اگر ذرا سا قلم ہلا دیتے اور ایک سرٹیفکٹ لکھ دیتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا یہ بڑے بد اخلاق آدمی ہیں کہ کسی کو سرٹیفکٹ بھی جاری نہیں کرتے بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایک حرف کا سوال ہوگا جو لفظ زبان سے نکل رہا ہے، جو لفظ قلم سے لکھا جا رہا ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کے ہاں ریکارڈ ہو رہے ہیں۔ اور اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ فلاں لفظ جو تم نے زبان سے نکالا تھا وہ کس بنیاد پر نکالا تھا۔

جھوٹ سے بچیئے:

ہمارے معاشرے میں جو وبا جھوٹ کی پھیل گئی ہے اس میں اچھے خاصے دیندار، پڑھے لکھے، نمازی، بزرگوں سے تعلق رکھنے والے، وظائف اور تسبیح پڑھنے والے بھی مبتلا ہیں وہ بھی اس کو ناجائز اور برا نہیں سمجھتے کہ یہ جھوٹا سرٹیفکٹ جاری ہو جائے گا تو یہ کوئی گناہ ہوگا حالانکہ حدیث شریف میں حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ "منافق کی علامت یہ ہے جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے"

اس میں یہ سب باتیں بھی شامل ہیں اور یہ سب دین کا حصہ ہیں اور ان کو دین سے خارج سمجھنا بدترین گمراہی ہے اس لئے ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

جھوٹ کے اجازت کے مواقع:

البتہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کی بھی اجازت دے دی ہے، لیکن وہ مواقع ایسے ہوتے ہیں جہاں انسان کی اپنی جان بچانے کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو یا کوئی ناقابل برداشت ظلم، تکلیف کا اندیشہ ہو اس صورت میں شریعت نے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ البتہ اس میں بھی حکم یہ ہے کہ پہلے اس بات کی کوشش کرو کہ صریح جھوٹ نہ بولنا پڑے بلکہ کوئی ایسا گول مول لفظ بول دو جس سے وقتی مصیبت ٹل جائے جس کو شریعت کی اصطلاح میں تعریض اور "توریہ" کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کو کوئی ایسا لفظ بول دیا جائے، جس کے ظاہری طور پر کچھ اور معنی سمجھ میں آرہے ہیں اور حقیقت میں دل کے اندر آپ نے کچھ اور مراد لیا ہے۔ ایسا گول مول لفظ بول دیا جائے تاکہ صریح جھوٹ نہ بولنا پڑے۔

حضرت صدیقؓ کا جھوٹ سے اجتناب:

ہجرت کے موقع پر جب خلیفۂ اوّل سیّدنا حضرت صدیق اکبرؓ حضور اقدسؐ کے ساتھ مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو اس وقت مکّہ والوں نے آپؐ کو پکڑنے کے لئے چاروں طرف اپنے کارندے دوڑا رکھے تھے اور یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کو پکڑ لائے گا اس کو دو سو اونٹ انعام کے طور پر دیئے جائیں گے اب اس وقت سارے مکہ کے لوگ آپؐ کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ راستے

میں حضرت صدیق اکبرؓ کو جاننے والا ایک شخص مل گیا وہ حضورؐ کو نہیں جانتا تھا اس شخص نے حضرت صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ یہ تمھارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ اب حضرت صدیق اکبرؓ یہ چاہتے تھے کہ آپ کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چلے، اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں تک آپؐ کے بارے میں اطلاع پہنچ جائے۔ اب اگر اس شخص کے جواب میں بات بتاتا ہیں تو آپ ﷺ کی جان کا خطرہ ہے اور اگر نہیں بتاتے تو جھوٹ بولنا لازم ہے اب ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندے کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جواب دیا یہ میرے ہادی اور رہبر ہیں جو مجھے راستہ دکھاتے ہیں۔ آپ نے ایسا لفظ ادا کیا کہ جس کو سن کر اس شخص کے دل میں یہ خیال آیا کہ جس طرح عام طور پر سفر۔ کے دوران راستہ بتانے کے لئے کوئی رہنما ساتھ رکھ لیتے ہیں اس قسم کے رہنما ساتھ جارہا ہے۔ لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے دل میں یہ مراد لیا کہ یہ دین کا راستہ دکھانے والے جنت کا راستہ دکھانے والے ہیں۔ اب دیکھیئے کہ اس موقع پر انہوں نے صریح جھوٹ بولنے سے پرہیز فرمایا بلکہ ایسا لفظ بول دیا جس سے وقتی کام بھی نکل گیا اور جھوٹ بھی نہیں بولنا پڑا۔ (بخاری شریف)

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ یہ فکر عطا فرما دیتے ہیں کہ زبان سے کوئی کلمہ خلافِ واقعہ اور جھوٹ نہ نکلے پھر اللہ تعالیٰ ان کی اس طرح مدد بھی فرماتے ہیں۔

حضرت گنگوہیؒ اور جھوٹ سے پرہیز:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہٗ جنھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد میں بڑا حصہ لیا تھا آپ کے علاوہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ وغیرہ ان سب حضرات نے اس جہاد میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو لوگ اس جہاد میں شریک تھے انگریزوں نے ان کو پکڑنا شروع کیا چوراہوں پر پھانسی کے تختے لٹکا دیئے۔

جسے دیکھا حاکمِ وقت نے
کہا یہ بھی صاحب دار ہے

ہر ہر محلے میں مجسٹریٹوں کی مصنوعی عدالتیں قائم کردی تھیں۔ جہاں کہیں کسی پر شبہ ہوا اس کو مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا اور اس نے حکم جاری کردیا کہ اس کو پھانسی پر چڑھا دو، پھانسی پر اس کو لٹکا دیا گیا، اسی دوران ایک مقدمہ میرٹھ میں حضرت گنگوہیؒ کے خلاف بھی قائم ہو گیا اور مجسٹریٹ کے ہاں پیشی ہوگئی جب مجسٹریٹ کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا تمھارے ہتھیار ہیں؟ (اس لئے کہ اطلاع یہ ملی تھی کہ ان کے پاس بندوقیں ہیں، اور حقیقت میں حضرت کے پاس بندوقیں تھیں۔ چنانچہ جس وقت مجسٹریٹ نے یہ سوال کیا اس وقت حضرت کے ہاتھ میں تسبیح تھی) آپ نے وہ تسبیح اس کو دکھاتے ہوئے فرمایا ہمارا ہتھیار یہ ہے، یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس ہتھیار نہیں ہے، اس لئے جھوٹ ہو جاتا۔ آپ کا حلیہ بھی ایسا تھا کہ بالکل درویش صفت معلوم ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد بھی فرماتا ہیں۔ ابھی سوال جواب ہو رہا تھا کہ اتنے میں کوئی دیہاتی وہاں عدالت میں آگیا، اس نے جب دیکھا کہ حضرت سے اس طرح سوال، جواب

ہو رہے ہیں تو اس نے کہا ارے! اس کو کہاں سے پکڑ لے آئے یہ تو ہمارے محلّے کا مؤجن (مؤذن) ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلاصی عطا فرمائی۔

حضرت نانوتویؒ اور جھوٹ سے پرہیز:

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے خلاف گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو چکے ہیں۔ چاروں طرف پولیس تلاش کرتی پھرتی رہی ہے اور آپ چھتہ کی مسجد میں تشریف فرما ہیں، وہاں پولیس پہنچ گئی، مسجد کے اندر آپ اکیلے تشریف فرما تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا سن کر ذہنوں میں یہ تصور آتا تھا کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں کیونکہ آپ شاندار قسم کے لباس میں، جُبّہ قُبّہ میں ہوں گے لیکن وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا، آپ تو ہر وقت ایک معمولی لنگی، ایک معمولی کپڑے کا کرتہ پہنے ہوتے تھے، جب پولیس اندر داخل ہوئی تو یہ سمجھی کہ یہ مسجد کا خادم ہے۔ چنانچہ پولیس نے پوچھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کہاں ہیں؟ آپ فوراً اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور ایک قدم پیچھے ہٹ کر کہا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہاں تھے اور اس کے ذریعے یہ تاثر دیا کہ اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں، چنانچہ پولیس واپس چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے وقت میں بھی جب کہ جان پر بنی ہوئی ہو اس وقت بھی یہ خیال رہتا ہے کہ زبان سے کوئی غلط لفظ نہ نکلے، زبان سے صریح جھوٹ نہ نکلے اور اگر کبھی مشکل وقت بھی آ جائے تو اس وقت بھی ''توریہ'' کر کے اور گول مول بات کر کے کام چل جائے، یہ بہتر ہے۔ البتہ اگر جان پر بن جائے، جان جانے کا خطرہ ہو، شدید ناقابل برداشت ظلم کا اندیشہ ہو اور ''توریہ'' سے اور گول مول بات کرنے سے بھی اجازت دے دی ہے، لیکن اس اجازت کو اتنی کثرت کے ساتھ استعمال کرنا، جس طرح آج کل اس کا استعمال ہو رہا ہے، یہ سب حرام ہے اور اس میں جھوٹی گواہی کا گناہ ہے۔

بچوں کے دل میں جھوٹ کی نفرت پیدا کرنا:

خود بھی شروع سے بچنے کی عادت ڈالیں اور بچوں سے اس طرح بات کریں کہ ان کے دلوں میں بھی جھوٹ کی نفرت پیدا ہو جائے اور سچائی کی محبت پیدا ہو۔ اس لئے بچوں کے سامنے کبھی غلط بات، کوئی جھوٹ نہ بولیں۔ اس لئے کہ جب بچہ یہ دیکھتا ہے کہ باپ جھوٹ بول رہا ہے ماں جھوٹ بول رہی ہے تو پھر بچے کے دل سے جھوٹ بولنے کی نفرت ختم ہو جاتی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ جھوٹ بولنا تو روزانہ کا معمول ہے۔ اس لئے بچپن سے بچوں میں اس بات کی عادت ڈالی جائے کہ زبان سے جو بات نکلے، وہ پتھر کی لکیر ہو، اس میں کوئی غلطی نہ ہو اونچا مقام ''صدیق'' کا مقام ہے اور ''صدیق کے معنی ہیں ''بہت سچا'' جس کے قول میں خلافِ واقعہ بات کا شائبہ بھی نہ ہو۔

جھوٹ عمل سے بھی ہوتا ہے:

جھوٹ جس طرح زبان سے ہوتا ہے، اسی طرح عمل سے بھی ہوتا ہے، اس لئے بعض اوقات انسان ایسا عمل کرتا ہے جو درحقیقت جھوٹ عمل ہوتا ہے۔ حدیث میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اپنے عمل سے اپ کو ایسی چیز کا حامل قرار دے جو اس میں نہیں ہے تو وہ

جھوٹ کا لباس پہنے والا ہے'' مطلب اس کا یہ کہ کوئی شخص اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرے جیسا کہ حقیقت میں نہیں ہے، یہ بھی گناہ ہے۔ مثلاً ایک شخص جو حقیقت میں بہت دولت مند نہیں ہے، لیکن وہ اپنے آپ کو اپنی اداؤں سے اپنے نشست و برخاست سے اپنے طریق زندگی سے دولت مند ظاہر کرتا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے یا اس کے برعکس ایک اچھا خاصا کھاتا پیتا انسان ہے۔ لیکن اپنے عمل سے تکلف کر کے اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرتا ہے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے، یہ بہت مفلس ہے، نادار ہے، غریب ہے حالانکہ حقیقت میں غریب نہیں ہے۔ اس کو بھی نبی کریم ﷺ نے عملی جھوٹ قرار دیا۔ لہذا عملی طور پر کوئی ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص پر کوئی ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص پر غلط تاثر قائم ہو، یہ بھی جھوٹ میں داخل ہیں۔

اپنے نام کے ساتھ ''سید'' لکھنا:

بہت سے لوگ اپنے ناموں کے ساتھ ایسے الفاظ القاب لکھتے ہیں جو حقیقت کے مطابق نہیں ہوتے، چونکہ رواج چل پڑا ہے اس لئے بلا تحقیق لکھنا شروع کر دیا جب کہ حقیقت میں ''سید'' نہیں ہیں۔

(حقیقت میں ''سید'' وہ ہے جو باپ کی طرف سے نسب کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی اولاد میں ہو) بعض لوگ ماں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سے ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو ''سید'' لکھنا شروع کر دیتے ہیں، یہ بھی غلط ہے لہذا جب تک ''سید'' ہونے کی تحقیق نہ ہو، اس وقت تک ''سید'' لکھنا جائز نہیں۔ البتہ تحقیق کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ اگر خاندان میں یہ بات مشہور چلی آ رہی ہے کہ یہ سادات کے خاندان میں ہیں ''سید'' لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر ''سید'' ہونا معلوم نہیں ہے اور نہ اس کی دلیل موجود ہے تو اس میں بھی جھوٹ بولنے کا گناہ ہے

لفظ ''پروفیسر'' اور ''مولانا'' لکھنا:

بعض لوگ حقیقت میں ''پروفیسر نہیں ہیں لیکن اپنے نام کے ساتھ ''پروفیسر'' لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ''پروفیسر'' لکھنا تو ایک خاص اصطلاح ہے جو خاص لوگوں کیلئے بولی جاتی ہے۔ یا جیسے ''عالم'' یا ''مولانا'' کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو درس نظامی کا فارغ التحصیل ہو اور باقاعدہ علم حاصل نہیں کیا لیکن اپنے نام کے ساتھ ''مولانا'' لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی خلافِ حقیقت ہے اور جھوٹ ہے۔ یہ ساری چیزیں وہ ہیں کہ ان کی طرف ہمارا دھیان نہیں ہے ان کو ہم لوگ جھوٹ نہیں سمجھتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆